رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۹۰)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۲) | ۸ اردی بہشت ۱۳۵۲ف | ۶ صفر ۱۳۶۲ھ | ۱۳ مارچ روز شنبہ ۱۹۴۳ء | نمبر (۴۸)

اختلاف رائے کی اہمیت

از

ڈاکٹر ہیچ ہیو کو ڈی لٹ

خیالات کے اظہار کی قابلیت انسان کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ انسان جو کچھ سوچتا ہے اس کو دوسروں پر ظاہر کرنے کی آزادی کو ہماری بنیادی آزادیوں میں شامل کرنا چاہئیے۔ یہ ایسی آزادی ہے جو انسانی عظمت کے لئے ضروری ہے۔ چند روز قبل امریکہ کے صدر نے دنیا کو یقین دلایا ہے کہ نظام نو میں انسان کو چار آزادیاں حاصل رہیں گی یعنی تقریر کی آزادی عبادت کی آزادی، احتیاج سے آزادی اور خوف سے آزادی۔ صدر امریکہ نے اظہار رائے کی آزادی کو چار عظیم الشان آزادیوں میں شمار کیا ہے۔ ہم قبائل، فرقہ، جماعتوں اور قوموں کی صورت میں مل جل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ معاشرہ کو وجود میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ افراد کی ترقی میں مدد دی جائے۔ بعض معاشرے ترقی پذیر ہیں اور بعض غیر متحرک، سر ہنری مین کہتے ہیں کہ وہ معاشرے ترقی پذیر ہیں جو رسم و رواج کی زنجیروں کو تیری نقطہ نظر سے توڑتے چلے جاتے ہیں۔ اگر ہم ترقی پسند بننا چاہتے ہیں یعنی اگر ہم اپنی زندگی کو نباتات اور حیوانات کی زندگی سے ممتاز رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں رسم و رواج کی غلامی قبول کرنے سے انکار کرنا چاہئیے۔ ہمیشہ بدلنے والی زندگی میں غیر متحرک رہنا ایک ایسے پہاڑ کے مماثل ہے جو زمانہ کے اثرات سے غیر متاثر رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان

کو اظہار خیال کی آزادی سے محروم کر دیا جائے تو انسانی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ سوچنے کی آزادی بے سود ہو جاتی ہے کیونکہ نئے خیالات سوچنے والے کے ذہن ہی میں مر جاتے ہیں۔ جب ایک خیال مر جاتا ہے تو اس کے دوبارہ پیدا ہونے میں صدیاں لگ جاتی ہیں۔

اگر ترقی کوئی اچھی چیز ہے اور نئے خیالات کی اشاعت ترقی کے لئے ضروری ہے، اور اگر انسان در حقیقت ایک حیوان ناطق ہے جیسا کہ منطق کی کتابوں میں اس کو بیان کیا گیا ہے تو پھر نئے خیالات کی اشاعت بلا مزاحمت کیوں جاری نہیں رہتی تاکہ زندگی ہمیشہ آگے کی طرف قدم بڑھاتی رہے؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمیں انسان کی فطرت پر نظر ڈالنی چاہئیے۔ انسان کو کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے اس کو زندگی کے حالات سے مطابقت پیدا کرنی پڑتی ہے۔ ایک صدی قبل ڈارون نے یہی خیال ظاہر کیا تھا حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی یہ صلاحیت جسمانی زندگی میں انسان کے لئے بے حد مفید ثابت ہوئی ہے مگر ذہنی یا عقلی زندگی میں یہ چیز انسان کے لئے بے حد مضر رہی ہے۔ وہ مروجہ خیالات سے بآسانی مطابقت پیدا کر لیتا ہے۔

مروجہ طریقہ فکر سے جب انسان کامل مطابقت پیدا کر لیتا ہے تو اس کے ذہن میں قدامت پسندی کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک مقررہ ذہنی ڈگر پر پڑ جاتا ہے۔ آپ کے ذہن میں ایک ایسے ترقی پذیر معاشرہ کا تصور نہیں آ سکتا جو غیر ترقی پذیر افراد پر مشتمل ہو۔ ایسے افراد زندگی کے راستہ پر آنکھیں بند کر کے اسی طرح چلتے ہیں جس طرح ایک مقررہ راستہ پر بیل گاڑی جاتی ہے۔ قبل اس کے کہ ترقی عملی صورت اختیار کرے افراد کو جھنجھوڑ کر نیند سے بیدار کرنا پڑتا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی لوگوں کی آنکھیں کھولتی ہے۔ نئے خیالات ان کو آمادہ عمل کرتے ہیں۔ لہذا اگر نشوونما ناگزیر اور ترقی ضروری ہے تو انسان کو اظہار رائے کی آزادی بطور ایک حق کے ملنی چاہئیے۔

روسو نے کہا تھا کہ "انسان آزاد پیدا ہوا مگر وہ ہر جگہ پابہ زنجیر ہے"۔ لیکن جی چاہتا ہے کہ اس مشہور مقولہ کو الٹ دیا جائے۔ اگر ہم فلسفہ کا مطالعہ کریں تو ہم پر منکشف ہوگا کہ انسانی روح اپنی آزادی کے لئے کشمکش کر رہی ہے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ انسان ایسی زندگی بسر کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل رہے۔ قانون سے واضح ہوتا ہے کہ انسان بے لگامی پر قابو پاتے اور اس کو ایک حقیقی آزاد زندگی میں منتقل کرنے کی کس طرح کوشش کر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان پابہ زنجیر پیدا ہوا مگر حصول آزادی کے لئے مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ انسان کی سرگزشت انسانی آزادی کی سرگزشت ہے وہ غلامی کو قلع قمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے، خواہ یہ غلامی بقول برنارڈ شا کے فطری غلامی ہو جس میں انسان فطرت کی قوتوں سے مغلوب ہو گیا ہو یا غیر فطری غلامی جس میں انسان انسان پر مسلط ہو۔ فلسفہ، تاریخ، قانون اور سائنس نے انسان کو عظیم الشان آزادی حاصل کرنے میں مدد دی ہے۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر ملاحظہ ہو)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۲ | ۸ مرداذی بہشت ۱۳۵۲ف | نمبر ۴۸

جو ہو گیا وہ ہو گیا

مجلس اتحاد المسلمین ورنگل کے سالانہ جلسہ میں صدر استقبالیہ نے ان افواہوں کا ذکر کیا جو نواب بہادر یار جنگ بہادر کی زبان بندی یا نظر بندی سے متعلق شہر میں چند دنوں سے گشت لگا رہی ہیں۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر نے اپنی افتتاحی تقریر میں ان افواہوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

صدر مجلس استقبالیہ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان خبروں کی نسبت اپنی اس تقریر میں توضیح کروں۔ اگر میں ان خبروں سے بالکل انکار کروں تو یہ ایک جھوٹ کے مترادف ہوگا اور اگر اقرار کروں اور اس کی پوری وضاحت کروں تو اس وقت جبکہ کارروائی جاری ہے اس کو نامناسب تصور کرتا ہوں۔

ابھی اس کارروائی کی تفصیلات کو ——— جس کا ذکر نواب بہادر یار جنگ بہادر نے اپنی تقریر میں کیا ہے ——— علم نہیں ہے لیکن سنا جاتا ہے کہ ان افواہوں کا تعلق اس اخبار کی بنیاد سے ہے جو نواب بہادر یار جنگ بہادر نے

والا شان حضرت ولی عہد بہادر کے ایک خطاب سے متعلق جاری کیا تھا۔ ہمیں یہ کہتے ہیں تامل نہیں کہ نواب صاحب کا بیان اہل ملک کے عام جذبات کا ترجمان تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی کہیں گے کہ اس مسئلہ کو نواب صاحب نے موقع و محل کا خیال کئے بغیر جس انداز میں پیش کیا تھا وہ صحیح نہ تھا۔ کاش نواب صاحب ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے جن کے بعد ایسے اخباری بیانات غیر ضروری قرار پاتے۔

بہر کیف جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ اب اس مسئلہ کو طول دینا اس میں تلخی یا گرمی پیدا کرنا ارباب متعلقہ کے لئے نامناسب ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مقامی نمائندہ تاج اس واقعہ کو اہمیت دینا غیر ضروری خیال فرمائیں گے ہم نواب صاحب کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ گردو پیش کے حالات کا جائزہ لینے بغیر آئندہ اس قسم کی آتش بازی سے پرہیز کریں۔ اگر نواب صاحب اب بھی فرقہ داری کی سیاست کی جانب راغب ہو جائیں تو غیر یا آئت جاری کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے۔

ختم جنگ کے بعد جاگیرداروں کا موقف

سر مرزا بہادر پیرو نے اور رینٹ پولیس کے نمائندے سے طبقہ جاگیرداران کی اصلاح سے متعلق اپنے خیالات کو اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بندگان اقدس کو اس طبقہ کی فلاح و بہبود کا بہت خیال ہے۔ آپ نے قانون عطیات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان مشکلات کا ذکر کیا جن سے اس طبقہ کو دوچار ہونا پڑتا ہے اور یہ رائے ظاہر کی کہ حالیہ فرمان مبارک کی روشنی میں طبقہ جاگیرداران کے مسائل کا حل دریافت کرنے کے لئے حکومت کو اقدام کرنا چاہئے۔ ہمارے خیال میں مابعد جنگ مسائل سے متعلق حکومت سرکار عالی نے جس کمیٹی کے تقرر کا امکان ظاہر فرمایا ہے اس کے دائرہ بحث میں مسائل جاگیرداران کو بھی شامل کیا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ مسائل جنگ کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ بہت ہی قدیم ہیں تاہم مابعد جنگ معاشی و سیاسی تنظیم سے قبل جاگیرداروں کے مسائل کا حل دریافت کرنا اور اس طبقہ کا صحیح موقف متعین کر دینا از بس ضروری ہے۔ اس طبقہ کے مسائل مختصراً حسب ذیل ہیں :-

(۱) جاگیرداروں کے علاقہ جات منتشر ہونے کی وجہ سے ان علاقوں کے انتظامات میں دقتیں پیدا ہوتی ہیں ان علاقہ جات کو اکٹھا کیا جانا ضروری ہے۔

(۲) قانون عطیات ، ماسودہ انصاف سے معمور ہے۔ اس قانون کی ایسی تدوین ہونی چاہئے کہ جاگیردار اور جاگیر مقدمہ بازی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کریں۔

(۳) اس امر کا تعین بھی ضروری ہے کہ حکومت سرکار عالی سے اس طبقہ کے کیا تعلقات ہوں گے اور عوام باشندگان جاگیر سے ان کے تعلقات کیا رہیں گے۔

دوسرے الفاظ میں جاگیرداروں کی آئینی حیثیت ان کا قانونی پوزیشن اور ان کے اختیارات کا تعین بھی ضروری ہے۔

(۴) جاگیری علاقہ جات میں تعلیم ، صحت اور قیام امن کے فرائض اگر حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے تو جاگیردار اپنی آمدنی کا کتنا حصہ ان اغراض کی تکمیل کے لئے پیش کریں گے۔

(۵) مشروط الخدمت جاگیرات کا مستقبل کیا ہوگا ؟

یہ چند ایسے سوالات ہیں جن سے ایک طرف جاگیردار اور دوسری طرف پبلک کار کن دوچار ہیں۔ مناسب ہوگا کہ حکومت ایک کمیشن کے ذریعہ ان مسائل کی تحقیق اور تصفیہ فرما دے۔ یہ کام دوران جنگ میں ہی انجام دیا جانا مناسب ہے تاکہ اختتام جنگ کے بعد ملک کی وسیع تر معاشی و سیاسی تنظیم کی راہ میں یہ مسائل حارج نہ ہوں اور طبقہ جاگیرداران جو مملکت آصفیہ کا اہم طبقہ ہے اپنے مستقبل سے متعلق کوئی خدشہ یا خطرہ محسوس کئے بغیر اس وسیع تر معاشی و سیاسی تنظیم میں پوری قوت اور طمانیت کے ساتھ ہاتھ بٹائے۔

امیری غربا پروری کا دوسرا نام ہے

حالات قحط و گرانی اجناس سے پیدا شدہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے نواب سالار جنگ بہادر نے اپنے متعلقہ پگیل میں جو انتظامات فرمائے ہیں وہ دیگر جاگیرداروں کے لئے ایک قابل تقلید مثال پیش کرتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ پگیل کے متعدد ذی اثر اور نمائندہ حیثیت رکھنے والے اصحاب نے نواب صاحب کی فیاضی کا اعتراف اور شکریہ ادا کیا ہے اور ایک اخباری بیان کے ذریعہ ان رفاہی کاموں کی وضاحت کی ہے جو پگیل میں روبہ عمل لائے جا رہے ہیں۔ بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب نے اپنے اسٹیٹ میں مزید اصلاحات جاری کرنے کا قصد فرمایا ہے۔ مثلاً غلاموں کو تقاوی دینا ، کار ہائے آب پاشی کی تکمیل کرنا اور علم و صنعتوں کی ترویج وغیرہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ طبقہ جاگیرداروں میں نواب سالار جنگ بہادر ایک روشن خیال امیر ہیں اور حالات زمانہ سے واقف بھی ہیں۔ نواب صاحب کا کتب خانہ ہندوستان بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ سنا جاتا ہے کہ ختم جنگ پر نواب صاحب اپنا بیش بہا کتب خانہ عوام کے لئے وقف فرمانے والے ہیں۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو ہم نواب صاحب کو تہنیت ادا کرتے ہیں۔

کو دوامی ملک کی ایک درینہ تمنا کی تکمیل فرمارہے ہیں۔ ملک کی صنعتی ترقی میں بھی نواب صاحب کا حصہ ناقابل فراموش نہیں ہے۔ الغرض ہم نواب صاحب کے اُن حالیہ اصلاحات پر مبارک باد دیتے ہوئے جو اسٹیٹ میں جاری کی گئی ہیں اور اس فرخ کے اظہار کی اجازت چاہتے ہیں کہ نواب صاحب کی گرانقدر دولت سے استفادہ کرنے کا بڑا حق ملک کے اُن غریب اور نادار طلباء کو حاصل ہے جو اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے علم جیسی دولت کے حصول سے محروم رہتے ہیں۔ نواب صاحب کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں کہ اضلاع سے آنے والے غریب طلباء کے لئے چند دارالاقامے قائم فرمادیں اور صنعتی و زرعی تعلیم کے لئے ہر سال چند طلباء کو بیرون حیدرآباد روانہ کرکے اُن کی واپسی کے بعد خود اپنے اسٹیٹ میں اُن سے کام لیں۔ ہم نے ان خیالات کا اظہار اس لئے ضروری سمجھا کہ نواب صاحب مخلصانہ گزارشات کو قبول فرمانے کی جانب مائل ہیں اور یہ کچھ کم خوبی نہیں۔

مجلس بلدیہ کا ترکِ فرض

قانون انسداد گداگری منظور ہوجانے کے بعد پبلک کو یہ توقع ہوری تھی کہ اس کا علد از جلد نفاذ عمل میں آئے گا اور ہمارے معاشرے سے ایک بدنما داغ مٹا یا جائے گا۔ انسداد گداگری کے قانون کو روبہ عمل لانے کا کام مجلس بلدیہ کے سپرد کیا گیا تھا لیکن مجلس بلدیہ نے اپنے ایک حالیہ اجلاس میں یہ طے کیا ہے کہ اس کو تین ماہ تک ملتوی کر دیا جائے۔ اس مسئلہ پر مجلس میں جو بحث و تمحیص ہوئی اُس میں التواء کے وجوہ یہ بیان کئے گئے ہیں کہ ابھی ذیلی قواعد مرتب نہیں کئے گئے آٹھ ہزار گداگروں کی رہائش کے لئے بہرمایہ اور مکانات کا فراہم ہونا یقینی نہیں، گداگروں کی تعلیم و تربیت کے لئے کوئی اسکیم مرتب نہیں ہوئی اور اس امر کا تصفیہ نہیں ہوا کہ اس ادارہ کو چلانے کے لئے تنخواہ یاب ملازمین مقرر ہوں گے یا اعزازی وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے خیال میں اگر مجلس بلدیہ قانون انسداد گداگری کو نافذ کرنے کا تہیہ کر لیتی تو ان ساری مشکلات پر غالب آنا اس کے لئے دشوار نہیں تھا۔ انسداد گداگری کو ملتوی کرکے مجلس نے اپنی دیرینہ روایات کو برقرار رکھا۔ واقف کار لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ مجلس بلدیہ اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ورنہ یہ عذرات ایسے نہ تھے کہ ان پر قابو پانا مشکل ہوتا۔ ہم نے یہ سنا ہے کہ انسداد گداگری کے لئے خانگی ذرائع سے کافی چندے مہیا ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آنریبل مولوی عبدالعزیز صاحب صدرالمہام عدالت و امور مذہبی کی کوششوں سے سرکاری ملازمین نے اپنی تنخواہ سے ماہانہ چندے دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ گداگروں کی رہائش سے متعلق ابتدائی انتظامات بھی ہو چکے تھے۔ جب

چندوں کی فراہمی میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں معلوم ہوتی تو ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مجلس بلدیہ ایک رفاہی کام انجام دینے سے کیوں پہلو تہی کر رہی ہے۔ مجلس بلدیہ کے ارکان ایک طرف تو اپنے دائرہ عمل کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف ایسے رفاہی کام کو ملتوی کر دیتے ہیں جس میں مجلس کو پیش قدمی کرنی چاہئے تھی۔ جہاں تک ہمیں علم ہے پبلک کا ذی شعور طبقہ یہ چاہتا ہے کہ قانون انسداد گداگری جلد سے جلد نافذ کیا جائے اور اگر مجلس بلدیہ اس ذمہ داری کو قبول کرنے تیار نہیں ہے اور وہ اس مسئلہ کی نسبت اپنی روش بدلنا نہیں چاہتی تو حکومت کو چاہئے کہ اس قانون کے نفاذ کے لئے دوسرے طریقے اختیار کرے اور معاشرے سے اس بدنما داغ کو مٹائے۔ ہم معاصر "دکن کرانیکل" کی اس رائے سے متفق ہیں کہ انسداد گداگری کا کام محکمہ امور مذہبی یا کوتوالی بلدہ کے سپرد کر دیا جائے۔

زبان خلق

مہاتما صاحب نے ہندی کیسل (دسمبر ۱۹۴۰ء) کے خطبۂ صدارت میں جو غلط بیانیاں کی تھیں ان کا گزشتہ سال ڈاکٹر تارا چند نے خوب جواب دیا اور لکھا کہ ہندی کے مقابلے میں اردو کا مشرب زیادہ آزاد اور مزاج ہمہ گیر ہے۔ پنڈت سندر لال نے بھی اردو و ہندی کے بارے میں اپنی اتحادی مساعی کو جاری رکھا ہے۔ پنڈت کیفی "ہماری زبان" (نمبر ۱۹) میں اردو سے کانگریس والوں کے تعصب کا ذکر کرکے فرماتے ہیں "ابھی لے اردو والے اس نام نہاد نیشنل کانگریس کے اندر بھی ہندوستانی اور نیشنل یعنی قومی ہونے پر بھی شبہ کرنے لگے" اور یہی بتاتے ہیں کہ "اردو کو قوت نے بنایا اور اردو اپنی ضرورت پوری کر رہی ہے"۔ گی۔ پی۔ و فیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری اردو کے مستقبل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جو اردو اور ہندی ملک بھر کی زبان بنے گی وہ اب تک کی اردو سے صرف دس فی صدی مختلف ہوگی لیکن قدیم و جدید ہندی سے وہ نوے فی صدی مختلف ہوگی" پھر کہتے ہیں کہ "اردو نثر اور نظم ناگری حروف میں ہندوؤں تک پہنچائی جائے اور اردو ادب ہندی میں بھی لکھا جائے۔ اردو کا مستقبل اب تاریک نہیں خواہ وہ سارے ہندوستان میں پھیل جائے یا صرف شمالی ہندوستان میں پھولے پھلے وہ ہر حال میں دنیا کی شکل میں ہو اور اصل اردو ہی سارے ہندوستانیوں کے لئے باہمی ربط کا ایک موثر اور لازمی ذریعہ ثابت ہوگی۔ ہندوستان سے باہر بھی اردو کو ایک خاص درجہ حاصل ہے۔ سوویٹ روس میں مشرقی لٹریچر کی اشاعت کے ضمن میں حال میں بار تکوف نے منتخبات اردو کا ایک سلسلہ شروع کیا لیکن اردو کا مستقبل صحیح معنی میں روشن اسی صورت میں ہوگا کہ ہم اپنی انفرادی و اجتماعی کوششوں کو ضعیف جاری رکھیں بلکہ بڑھائیں۔ اس سلسلے میں انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن کے ... کی اشاعت ... کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے حلقے میں ... اردو کا حامی بن جائے۔

ہم اردو ... بابا کو اس کو جزوی اظہار رائے طبع کرو اکر مختلف فرقوں کے نمائندوں اور علماء کے پاس روانہ کیا جائے۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

حیدرآباد کے ہندو طلباء کا ایک جلسہ سندر بھون گولی گوڑہ میں منعقد ہوا جبکہ یہ طے پایا کہ حیدرآباد اسٹیٹ ہندو اسٹوڈنٹس اسوسی ایشن قائم کیا جائے۔ مجلس انتظامی کے اراکین کا انتخاب بھی عمل میں آیا اور مسٹر ہنمنت راؤ بورگاؤنکر بیرسٹر صدر منتخب ہوئے۔

ہندی سیکشن پر مارک منڈل کا ایک جلسہ ۲۹ فروری کو منعقد ہوگا۔ مسٹر وناٹک راؤ جلسہ کی صدارت کریں گے۔

کھادی پرچار سنگھ کے زیر اہتمام راشٹریہ سپتاہ دس سات دن تک مسلسل چرخہ کاتنا ۶ مارچ سے ۱۳ مارچ تک منایا جائے گا۔

آریہ سماج لاتور کا سالانہ جلسہ ۴ مارچ سے شروع ہوگا۔ اور آریہ سماج اودگیر کا سالانہ جلسہ ۸ مارچ کو ختم ہوا۔

مسٹر ناگر راؤ معتمد ہندو کانفرنس اور مسٹر ہیمادری و نظام آباد اور تلنگانہ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔

مسٹر نریندر معتمد آریہ پرتی ندھی سبھا اور پنڈت بنسی لال اضلاع مرہٹواڑی کے دورہ سے بلدہ واپس آگئے۔

آریہ پرادیشک سبھا کا پہلا سالانہ جلسہ ۳ مارچ بسنت سے بمقام کوٹھی راجہ پرتاپ گیرجی شروع ہو رہا ہے۔ اس جلسہ میں پنڈت گوپ دیو شاستری، پنڈت لکشمی نارائن چودھری، پنڈت پی ایس اچاریہ وغیرہ کی تقریریں ہوں گی۔

۲۴ فروری کو آریہ سماج جھنجھوٹی کا سالانہ جلسہ منایا گیا۔ پنڈت وناٹک راؤ بیرسٹر کا جلوس نکالا گیا۔ مسٹر نریندر نے پرچم لہرانے کی رسم ادا کی اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس پرچم کی شان کو قائم رکھنے کی ذمہ داری نوجوانوں پر ہے۔ یہ پرچم دنیا میں عالم گیر انسانیت کا پیامبر ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اس پرچم کے سایہ کے نیچے آزادی کا سانس لے سکتے ہیں۔

دسویں آندھرا کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مسٹر وینکٹ نرسنگ راؤ نے بعض خانگی وجوہ کی بناء پر نائب صدارت سے استعفاء دیدیا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر سالانہ جلسہ ... کا افتتاح کرنے کے بعد بلدہ واپس ہوئے۔

ملکی مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کا جلسہ گزشتہ ہفتہ منعقد ہوا جس میں دستور العمل کے قواعد کا مسودہ پیش ہوا۔

ترکی کی معاشی تنظیم

از

جناب سری نواس صاحب لاہوتی

۱۹۲۳ء میں موجودہ جمہوریہ ترکی کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کے پہلے صدر ترکی عوام کے محبوب رہنما کمال اتاترک بنائے گئے۔ اب کیا تھا ترک قوم ایک نئی زندگی میں ڈھلنے لگی۔ ترکی قوم کی زندگی میں یہ دور ایسا دور تھا جب کہ اس کو رجعت پسندی کے مرکز سے ہٹ کر وہ سرگرمیاں اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ جہاں سے اس میں زندگی کی نئی قدریں پیدا ہوئیں۔ غرض جمہوری حکومت کے قائم نے ترکوں کے لئے ترقی کی وہ تمام شاہراہیں کھول دیں جو تمام جمہوریت سے قبل مسدود تھیں۔ ترکی کی اس ترقی کا حال ہم سر جارج کلارک کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں جنھوں نے ترکی کی سیاحت سے واپس آکر ان خیالات کو قلمبند کیا تھا۔

"کون کہہ سکتا ہے اور کسے معلوم تھا کہ یورپ کا مرد بیمار اس قدر تیزی سے اپنی اس ترقی پسندی کا ثبوت دے گا۔ میں نے ترکی کی سیاحت کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ترکی کی ترقی کی راہ میں وہ طاقتیں سنگ گراں نہیں ہوئیں۔ یعنی شخصی حکومت اور دوسری ملاؤں کا اقتدار۔ لیکن کمال اتاترک کے جذبے کی صداقت اور عظمت اور ترکی سیاسی تدابیر نے ان پتھروں کو ریزہ ریزہ کر دیا اور قوم و ملک کے لئے ترقی کی تمام راہیں کھول دیں"۔

ذیل میں ہم ان چند ترقیوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے ترکوں کی مادی خوشحالی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ کسی ملک کی معاشی و تجارتی ترقی کا انحصار وہاں کے رسل و رسائل اور حمل و نقل پر ہوتا ہے۔ جمہوریہ ترکی نے عنان حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلے ریلوے لائنوں کی تعمیر کی طرف اپنی توجہ مبذول کی اور اپنے ملک میں ریلوں کا ایک جال بچھا دیا اور ان ریلوے لائنوں کی بھی تعمیر درست کی گئی جو جنگ عظیم میں تباہ و برباد ہو گئی تھیں۔ ۱۹۳۵ء کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ترکی حکومت نے (۳۰۴۴) کیلو میٹر جدید ریلوے لائنوں کی تعمیر کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سڑکوں وغیرہ کی تعمیر میں بھی لاکھوں روپے صرف کئے گئے ہیں۔ یہی حال صنعت و حرفت کا ہے۔ تجارتی اداروں کو سفارت خانوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ہر شخص اپنے کاروبار میں آزاد ہے۔ قسطنطنیہ میں "ایوان تجارت" کے نام سے ایک محکمہ قائم ہے جس نے فرانس، جرمنی، ہنگری، انگلستان، مصر، ایران، عراق، یونان اور امریکہ، برطانیہ اور اٹلی سے تجارتی معاہدات کر کے بیک وقت درآمد و برآمد کے لئے مساوی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ موجودہ ترکی میں

کارخانوں کی تعداد ۵۰۹۱ ہے۔ آج کا ترک کسی ملک کے کپڑے کا محتاج نہیں ہے بلکہ اپنی ضروریات سے زیادہ کپڑا بنا رہا ہے۔ معدنیات کی کانوں کی دریافت کی وجہ سے ترکی کا بیکار طبقہ آج برسر کار نظر آتا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں ترکی معدنیات کی آمدنی صرف ایک لاکھ پونڈ تھی لیکن ۱۹۳۹ء کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ معدنیات کی آمدنی بیس کروڑ پچیس لاکھ ترکی پونڈ ہے۔ جمہوریہ ترکی کے ظہور پذیر ہونے سے قبل ترکی میں صحت عامہ کا فقدان تھا لیکن مجلس کبریٰ (ترکی پارلیمان) نے ۱۹۲۳ء میں باضابطہ طریقہ محکمہ صحت عامہ کی بنیاد رکھی۔ جس نے اپنے ملک والوں کی فلاح و بہبود اور ان کی جسمانی ترقی میں نمایاں حصہ لیا۔ آج ترکی میں بڑے بڑے زچہ خانے اور بہبودی اطفال کے مرکز نظر آتے ہیں۔ ۱۹۲۸ء میں سند یافتہ ڈاکٹروں کی تعداد صرف دس ہزار تھی۔ لیکن ۱۹۳۹ء کی طبی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ رجسٹر شدہ ڈاکٹروں کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔ تعلیمی ترقی کا بھی یہی حال ہے۔ وزیر تعلیم ترکی نے ۱۹۳۲ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "جمہوریہ ترکی کے قیام کے قبل ہمارے ملک میں تعلیم نہ تو دنیا کے لئے مفید سمجھی گئی تھی اور دین کے لئے۔ لیکن آج حالت بالکل بدل گئی ہے اور ہماری تعلیمی ترقی کی تمام راہیں کھلی ہیں۔ موجودہ تعلیم کی بنیاد جدید ترین اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ آج ہم تعلیم کی بدولت ہی دنیا میں زندہ قوم سمجھے جانے لگے ہیں۔ ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ اپنی مادی اور معنوی زندگی میں کامیابی حاصل کریں"۔ ۱۹۲۴ء کے جدید احکامات کی رو سے ان تمام مدارس کو بند کر دیا گیا جو بیرونی حکومتوں کے سرمایہ سے چلتے تھے جن کا مقصد اپنے اپنے خیالات کی اشاعت و ترویج تھا۔ موجودہ تعلیمی درسگاہیں مذہبی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ ابتدائی تعلیم عام اور لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس وقت صرف شہر استنبول میں (۳۰۴۰) درسگاہیں ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں استنبول میں صرف (۱۲۱۴) مدارس تھے۔ ترکی کے طول و عرض میں تعلیم پانے والے طلباء کی تعداد (۱۸۰۶۳۰۳) ہے۔ فوجی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہی حال تعلیم نسواں کا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی تعداد صرف (۱۰۰) تھی لیکن دیکھتے دیکھتے تعلیم نسواں میں اسقدر ترقی ہوئی کہ ۱۹۳۹ء کی تعلیمی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ترکی میں صرف قانون دان خواتین کی تعداد سات سو سے زیادہ ہے جو باضابطہ طور پر وہاں کی عدالتوں میں وکالت کر رہی ہیں۔

پندرہ خواتین عدالت عالیہ کی جج ہیں۔ ڈاکٹرنیوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے علاوہ ترکی پارلیمان میں عورتوں کی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔ خود اتاترک کی منہ بولی بیٹی جو کہ خاتون ترکی کی ہوائی فوج کی اعلیٰ افسر ہیں۔ جمہوریہ ترکی نے صرف متوسط طبقہ کے فائدے کے لئے ہی سب کچھ نہیں کیا بلکہ ان طبقات کا بھی خیال رکھا جو دراصل قوم کے معمار ہوتے ہیں جنہیں دوسرے الفاظ میں کسان اور مزدور کہا جاتا ہے۔ ملک میں جا بجا بنک کھولے گئے جو صرف کاشتکاروں کو بلا سود روپیہ قرض دیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ زراعت کے لئے ہر طرح کے جدید آلات فراہم کئے گئے۔ اس طرح زراعت پیشہ آبادی کو بہت فائدہ ہوا۔ انقلاب روس کے اثرات نے یورپ کے تمام ممالک کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کا سامان مہیا کریں۔ اس اثر سے ترکی کب بچ سکتا تھا۔ روس اور ترکی کے باہمی تعلقات نے ترکی کے مزدوروں کی فلاح میں بہت بڑا حصہ لیا جس کی وجہ سے مزدوروں کے مفاد کے قوانین نافذ کئے گئے۔ ان کی اجرتیں اور وقت کا تعین ان کے حقوق کی حفاظت، تندرستی غرض کہ ہر طرح سے مزدوروں کے مفاد کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ صرف اصلاحات پر ہی قناعت نہیں کی گئی بلکہ ملکی سرمایہ کو فروغ دینے کے لئے ملک میں بنکوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس وقت ترکی میں تقریباً چالیس بنک ہیں جن کا مجموعی سرمایہ بارہ ارب پونڈ ہے۔

یہ ہے موجودہ ترکی __________ جس نے اپنے ملک کے بسنے والوں کو جمہوری اصولوں پر گامزن کر کے اقوام عالم میں نمایاں جگہ کا مستحق ثابت کر دیا۔ لیکن موجودہ جنگ نے ترکی قوم میں ایک تلاطم پیدا کر دیا ہے۔ ابتدائے جنگ ہی سے ترکوں کو میدان جنگ میں گھسیٹ لانے کی انتہائی کوششیں کی جا رہی ہیں اور آج حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ ترکی میدان جنگ سے گھرا ہوا ہے۔ نہ معلوم جنگ کے یہ بادل کب اس پر برس پڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ فریقین جنگ میں سے کوئی بھی ترکی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس کی اصل وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ انہیں ہر وقت اس بات کا کھٹکا رہتا ہے کہ ترکی کہیں ہمارے دشمنوں سے نہ جا ملے۔ لیکن اب تک ترک مدبرین نے اپنی سنجیدہ سیاست دانی سے اپنے وطن کو میدان کارزار بننے سے روکے رکھا ہے۔ یہ وہ حکمت عملی ہے جس کی بنا پر جمہوریہ ترکی نے نہ صرف اپنے دوستوں کو خوش اور مطمئن رکھا بلکہ اپنے سخت ترین دشمنوں کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔

افواہیں

کہا جاتا ہے کہ آج کل کی لڑائیوں میں پروپگنڈا مشہور ہتھیاروں کے ایک بڑا ہتھیار کہا جاتا ہے۔ جنگ عظیم اور موجودہ جنگ نے یہ ثابت کر دیا کہ لڑائی میں اہمیت میدان جنگ میں نہیں بلکہ لڑائی کے میدان سے بہت دور خبر رساں ایجنسیوں کے دفتروں میں ہوتی ہے۔ لیکن جب تک پروپگنڈا اصلیت کے لباس میں ہو اور حقیقت سے منسوب ہو اس وقت تک تو یہ ایک جائز اور معقول ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ اصلیت سے بے بہرہ ہو اور بدگمانی اور گمراہی کا مقصد ساز ہو تو یہ وہ شکل اختیار کرتا ہے جس سے کہ تخریب اور نقصان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ اس سلسلہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ جنگ میں سب سے پہلے سچائی کا خون ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں پروپگنڈا افواہوں اور بے بنیاد خبروں کا سہارا لے کر ایک ایسی کیفیت پیدا کرتا ہے جس سے لوگوں میں گھبراہٹ ہیجان اور مایوسی پھیل جاتی ہے۔ اور اخلاقی اعتماد جاتا رہتا ہے۔ جب پروپگنڈا اتنا تکلیف دہ ثابت ہو سکتا ہے تو افواہ جو زیادہ مہمل اور لغو چیز ہے اس سے کہیں زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ افواہ کچھ تو قصداً پھیلائی جاتی ہے اور کچھ اپنے آپ وقت کی حرکت سے ابھرتی ہے۔ افواہوں کا اثر روزمرہ کی اخلاقی زندگی پر بہت خراب پڑتا ہے کیونکہ افواہ محض ایک بے بنیاد خبر ہی نہیں بلکہ یہ لوگوں کے ان فطری جذبات کو حرکت دیتی ہے جن کی وجہ سے معاشرتی زندگی قائم ہے لیکن بیشتر اس کے کہ ہم افواہوں کے دبانے اور ان کے رد کرنے کے طریقہ پر غور کریں ہم کو جاننا چاہیئے کہ افواہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے کیا ہے؟ افواہ کے کم از کم تین ضروری اجزا ہیں۔

۱۔ کسی بیان کا جاری کرنا اور اسے پھیلانا۔

۲۔ بیان کا بالکل غلط یا ادھورا ہونا۔

۳۔ بیان اور باتوں کا ہر ایک کا تعلق لوگوں کی جذباتی زندگی سے ضرور ہو یا روایات یا عوام کے مذہب سے وابستہ ہوں۔

افواہ کی یوں تو بے شمار قسمیں ہو سکتی ہیں لیکن اس کی چار پانچ ایسی قسمیں ہیں جو کہ عام طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۔ لڑائی میں ظالمانہ اور وحشیانہ کارروائیوں کی افواہ۔

۲۔ شرمناک اور ہراساں کرنے والے واقعات کا بیان۔

۳۔ افواہ جو خواہشات پر مبنی ہو یا کردہ واقعات پر۔

۴۔ مجنونانہ افواہ جو شدت جذبات کی وجہ سے پیدا ہو۔

۵۔ وہ افواہ جو بدلہ لینے کی خواہش پر مبنی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افواہیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ افواہیں اس وقت اڑتی ہیں جبکہ جمعیت کی زندگی میں کوئی ہنگامی موقع آ جاتا ہے اس وقت معمولی آدمی کی ذہنیت بالعقل جذبات کے جوش اور شدت کی وجہ سے ابتر ہو کر دینا کام نہیں کرتی اور وہ بہہ جاتا ہے اور انسان کو بھونڈی سی بھونڈی بات پر یقین آنے لگتا ہے۔ سراسر لغو باتیں اس کو اعتبار کے قابل معلوم ہوتی ہیں۔ ان کو تصدیق کرنے اور جانچنے کا خیال بھی نہیں آتا اور نہ کوئی ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ ان پر یقین تو پہلے ہی سے ہوتا ہے۔ اور اگر کسی خاص صورت میں یقین نہ بھی ہو تو بھی افواہ پھیلانے کی لذت اس قدر پرلطف ہوتی ہے کہ ایک معمولی آدمی اس کا مزہ اٹھائے بغیر نہیں رہنا چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ محض افواہیں جو بظاہر لغو ہوتی ہیں اور جن پر شاید ہی کوئی ذی فہم یقین کرتا ہو پھر بھی وہ تیزی سے پھیلتی ہیں۔ افواہ کا جاری ہونا اور پھیلنا دونوں ایک ایک جمعیت کی جذباتی زندگی سے تعلق رکھتا ہے جس قسم کی جمعیت ہوگی اور جیسا اس کا تمدن اور معاشرتی رویہ ہوگا ویسی ہی افواہیں اڑیں گی اور پھیلیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف جمعیتوں میں مختلف افواہیں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک طبقہ کا انسان دوسرے طبقہ کی افواہوں پر یقین نہ کرے جبکہ جذباتی زندگی ایک حد تک عقل کو برہم کر دیتی ہے۔ اس وقت افواہ خواہ کسی قسم کی ہو یقین کر لی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ افواہ کی اپج اور اس کا نشو و نما پانا جذبات کی زیادتی اور ان کے زور پر منحصر ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی نازک وقت مثلاً لڑائی کے زمانے میں جذباتی زندگی پر زبردست اثر پڑتا ہے۔ یہ زمانہ عوام کے لئے ایک کشمکش کا زمانہ تو ہوتا ہی ہے لیکن لڑنے والے سپاہیوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو لڑائی کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ دشمن کی طرف سے ہر طرح کوشش کی جاتی ہے اور ایسی خبریں اڑائی جاتی ہیں جن سے لڑنے والوں کو اپنے ہتھیاروں اور خود اپنے آپ پر اعتبار نہ رہے یا کم ہو جائے اور ان کی ہمت پست ہو جائے اور ان پر فتح حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ لڑائی کے خطروں کو بے حد بڑھا چڑھا کر بتانا اور ان کی ایسی ہیبت ناک تصویر کھینچنا کہ لڑنے والا کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو اس کا دل دہل اٹھے اور بجائے ہمت اور دلیری کے اس کے دل پر خوف طاری ہو جائے یہ افواہوں کا خاص نشانہ ہوتا ہے۔ مثلاً کچھ عرصہ ہوا بعض حلقوں میں یہ افواہ اڑی کہ جرمنوں کے پاس ایک ایسی روشنی ہے جس کی کرن پہنچتے ہی مخالف فوج گھبرا کر ہتھیار ڈال دیتی ہے کیونکہ اس کرن کے اثر سے ہاتھ پیر سن اور بے حس و حرکت ہو جاتے ہیں گویا فالج گرا ہو اگر بڑی بڑی توپیں خود بخود ہتھیار ڈال کر گرفتار ہو جاتی ہیں۔ اس افواہ پر یقین کرنے والے میدان جنگ میں نہیں بلکہ ایسے لوگ بھی جو جنگ سے ہزاروں میل دور گھر میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اپنے خوف و شبہات کے ذریعہ سے محسوس کرتے ہیں اور اس بے بنیاد بات کے لئے عجیب عجیب دلیل پیش کرتے ہیں۔ ایک دوسری افواہ جس کا بنیادی تعلق مذہبی روایات سے ہو سکتا ہے یہ بھی کہ چند سیاروں کی چال اور گردش ٹھیک نہیں اب ایسی جگہ لے آئی ہے جس سے ان کا اثر دنیا پر اتنا خراب پڑے گا کہ تمام قومیں لڑ بھڑ کر برباد ہوں گی اور اس طرح ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ تیسری قسم کی افواہیں یہ کہ دشمن ناقابل تسخیر ہے اور اس پر کوئی فتح نہیں ہو سکتا۔ یا یہ کہ جاپانی سپاہیوں کے پاس ایک ایسی گولی ہے جس کے کھانے کے بعد ایک مہینہ تک بھوک نہیں لگتی۔ یا ایسی وردی ہے جس کے پہننے کے بعد تلوار، بندوق اثر نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام افواہوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں ڈر اور پریشانی پھیلے اور وہ مرعوب ہو جائیں۔ ایسی صورت میں افواہوں کو دفع کرنا ہر شخص کا اخلاقی فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کے دبانے کے طریقے ٹھیک اور مناسب ہونے چاہئیں ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہو سکتا ہے۔ اول تو افواہ کو اسی وقت دفع کرنا چاہیئے جبکہ وہ پیدا ہو یعنی اس کو دہرانا یا پھیلانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر وہ کسی خاص شخص یا معاملے کے بارے میں ہو تو اس کی فوراً تصدیق کرنی چاہیئے۔ اگر کسی ایسے واقعہ کا ذکر ہے جو کہ بہت دور ہوا ہو اور دوسرے ملک سے تعلق رکھتا ہو تو اس کی بھی جانچ کی کوشش بذریعہ اور آدمیوں کے یا اعتبار کے قابل اخبار اور کتابوں کے مطالعہ سے کرنا چاہیئے جب تک تصدیق نہ ہو جائے اس کا ذکر نہ کرنا چاہیئے ورنہ اس پر اعتقاد ہو جانا یہ امر مشکل ضرور ہے کیونکہ افواہ کا خاص جزو یہ ہے کہ وہ جذبات کو ابھار کر عقل پر حاوی ہو جاتی ہے اور اس حالت میں انسان اکثر بچپن کی نفسی زندگی اختیار کرتا ہے جبکہ تخیل کا دور ہوتا ہے اس لئے بچوں کی ذہنیت اور ان کی سیرت کے مطابق آدمی مہمل باتوں پر نہ صرف اعتبار کرتا ہے بلکہ ان کو خوشی سے پھیلاتا ہے کیونکہ اس سے اس کی اہمیت بڑھتی ہے اور جمعیت کی نظر میں وہ اونچا ہوتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ افواہ بچپن کے مذاق اور ذہنیت کی پابند ہے اور یہ ایک عام نفسیاتی مسئلہ ہے کہ جمعیت کی مجموعی ذہنیت دس یا بارہ سال کے بچے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے افواہوں کے دبانے کے طریقے اسی لحاظ سے تجویز ہونے چاہئیں۔

اب پہلی بات تو یہ ہے کہ عوام کی تعلیم کا معیار محض ذہنی ترقی نہیں بلکہ جذباتی زندگی کی تربیت اور اس کا سدھار ہونا چاہیئے لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق تعلیم کے بنیادی اصولوں سے ہے اور اس وجہ سے ہم اس کا ذکر یہاں نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ اگر عوام کے جذبات کی طرف توجہ نہ دی گئی تو افواہیں اور وہمی خیالوں کے لئے ایک ایسی زرخیز زمین ملتی ہے جس میں وہ جڑ پکڑ کر ایک صورت اختیار کرتے ہیں اور پھر ان کا روکنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

باقی صفحہ (۱۱) پر

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

اشتہار

ضرورت ہے اُن حیدرآبادیوں کے نام اور پتہ کی جو بیرون حیدرآباد کسب معیشت میں مصروف ہیں۔ نام اور پتہ کے علاوہ پیشہ اور آمدنی بھی بصراحت درج کی جائے تو موجب تشکر ہوگا۔ مکمل فہرست بھیجنے والے کے نام اخبار "حکمت" ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

حکمت میں ایک وہ دار ستارہ نمودار ہوا ہے۔ (ایک خبر)

نقش ہی کی وزارت پر خدا فضل کرے

مسموع ہوا ہے کہ الہٰ آباد کے ایک بیرسٹر نظام اسٹیٹ ریلوے کے مشیر قانونی مقرر ہو رہے ہیں۔ (ایک خبر)

اس خبر سے ریلوے کے انتظام پر حرف آتا ہے۔

——— ایسے زمانہ میں جبکہ تخفیف مصارف کی کمیٹی کام کر رہی ہو ایسی خبروں کی اشاعت پر شدید احتساب کی ضرورت ہے۔ جناب ناظم صاحب معلومات عامہ براہ کرم اس مسئلہ میں ہم سے جواب طلب فرمائیں۔

بعض پبلک کارکنوں کا ان کمیٹیوں (آئینی شاورتی کمیٹیوں) سے علحدہ رہنا ان کو ترک فرض کا مجرم قرار دیتا ہے۔ اخباری بیانات دینے یا جوشیلی تقاریر کرنے سے یہ بات بدرجہا بہتر ہے کہ ارکان حکومت سے دوش بدوش بیٹھ کر مسائل کو حل کیا جائے۔ (حکمت)

مگر مسائل حل کرنا چاہتا کون ہے؟ پبلک کارکن ارباب حکومت کے دوش بدوش نہیں بلکہ ارباب حکومت کی جگہ بیٹھنا چاہتے ہیں۔

بات آنر کی ہے پبلک کا بھلا ہو یا نہ ہو

سنا جارہا ہے کہ محکمہ بندوبست میں تخفیف و انضمام کی کارروائی ہنوز جاری ہے جس کی وجہ سے سررشتہ کے عہدہ داروں اور عمال کی تنخواہ تقسیم نہیں کی گئی۔

(نامہ نگار)

معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ بندوبست میں تنخواہوں کی تقسیم کا بندوبست ٹھیک نہیں ہے۔

آزاد چین کی آزاد عورتیں۔ (ایک مصاحب کی سرخی)

ضرورت ہے کہ غلام ہندوستان کی آزاد عورتوں

پر بھی ایک مقالہ لکھا جائے

معلوم ہوا ہے کہ چینی تعلیمی وفد ۲۰ مارچ کو حیدرآباد آئے گا اور جامعہ عثمانیہ کا معائنہ کرے گا۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

ہمیں یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ یہ جانشندل چینی وفد کے آگے ایک یادداشت پیش کرے گا جس میں بتایا جائے گا کہ جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں چینی زبان کو شامل نہیں کیا گیا اور اس طرح چینی تہذیب کا خون کیا جارہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قائد ملت مسلمانوں کی تنظیم میں ایک روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کی پوری تاریخ سب کے آگے بالکل کھلی ہوئی ہے۔ (ترجمان ملت)

ہم مانتے ہیں کہ قائد ملت مسلمانوں کی تنظیم میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ "ترجمان ملت" اس تنظیم میں پیٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کی سرگرمیوں کی تاریخ اب کچھ کچھ کھل رہی ہے۔

مسٹر ایٹلی کو ان کے ایک حالیہ ریل کے سفر کے دوران میں بڑی ہزیمت اٹھانی پڑی۔ ان کی محفوظ کردہ نشست پر ایک سرخ و سفید رنگ والے صاحب نے قبضہ کر لیا اور مسٹر ایٹلی کا احتجاج کارگر نہ ہوا۔ (ایک خبر)

استعفا کا پہلا ثمر

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مدراس کی ایک اطلاع ہے کہ مدراس یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ریل گاڑی میں اپنے لئے ایک درجہ اول کی نشست محفوظ کرائی تھی۔ اس نشست پر بھی ایک سفید فام نے غاصبانہ قبضہ جمالیا۔ اسٹیشن سپرنٹنڈنٹ اور ریلوے پولیس کے انسپکٹر کی تفہیم کے باوجود صاحب بہادر نے اپنا قبضہ نہ چھوڑا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ مدراس یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے یہ توقع کیوں رکھی کہ اُن کا نام کسی نشست پر لگ جانا کسی صاحب بہادر کو اس نشست پر قبضہ جمانے سے باز رکھے گا۔ کیا مسٹر چرچل نے ببانگ دہل نہیں کہہ دیا تھا کہ منشور اوقیانوس کا اطلاق ہندوستان پر نہیں ہوگا۔

اس کے برعکس ایک اور واقعہ سنئے۔ بکھیتو کنگ ورلڈ نامی اخبار میں ایک یوروپین خاتون نے لکھا ہے کہ ان کی ایک خاتون دوست جو چند روز قبل انگلستان سے بمبئی وارد ہوئی تھیں لاہور جانا چاہتی تھیں۔ اتفاق سے اسٹیشن پر وہ دیر میں پہونچیں۔ سارے ڈبے بھرے ہوئے تھے۔ فرسٹ کلاس کے ایک ڈبے کے سامنے ایک "نیم برہنہ اور بے دانت" والے ہندوستانی کو خدا حافظ کہنے کے لئے چند کھدر پوش جمع تھے خاتون موصوف کو پریشان دیکھ کر اس "نیم برہنہ اور بے دانت" والے ہندوستانی نے اپنا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ اس خاتون کے حوالے کر کے خود کمتر درجہ میں سفر کیا۔ بعد میں خاتون موصوف کو معلوم ہوا کہ یہ "نیم برہنہ" اور غیر مہذب انسان گاندھی کے نام سے مشہور ہے۔ (روزنامہ ہند، مدراس)

پتہ نہیں کہ موصوف ممنون ہوئیں یا یہ سمجھا کہ ایک مفتوح قوم کے فرد نے فاتح قوم کے فرد کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔

آج کل شہر میں سیکلوں کے حادثے بہت ہو رہے ہیں۔ (ایک خبر)

اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے "حکمت" مورخہ ۱۵ فروری کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمائیے

ڈاکٹر مونجے نے اپنے ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ ماہ رواں کے ختم پر ناسک کے بھونسلا فوجی مدرسہ میں گوریلا جنگ کی ابتدائی تربیت دینے کے لئے ایک اقامتی کیمپ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ کیمپ ختم جون تک کام کرتا رہے گا۔ شرکت و اقامت وغیرہ کی مجموعی فیس (۴۰) روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے (ایک اطلاع)

واقف کار لوگوں کا بیان ہے کہ ڈاکٹر مونجے اس کیمپ میں شریک ہونے والوں کو بندر کے غدود کا پیوند لگا کر بآسانی گوریلا لڑائی کے طریقے سکھاتے ہیں

ایک معزز شہری جو معرف جاگیردار گگت دار بھی ہیں اپنے محلہ کے صراف کے پاس دس روپیہ کا نوٹ بنانے کی غرض سے لے گئے۔ صراف نے حسب عادت دو آنے کاٹ لئے۔ صاحب موصوف نے اس ہدایت کی تعمیل میں جو بہر شہر کے شاہراہوں پر چسپاں ہے قریب ترین تھانہ کو توالی میں اس کی اطلاع دی۔ اس کے بعد یہ معزز شہری ایک کشاکش میں مبتلا ہوگئے۔ بغیر ناشتہ کے تین گھنٹے تک پنچنامہ میں شریک رہے۔ گھر لوٹے ہی تھے کہ پولیس کے جوان نے دوبارہ طلب کیا اور ایک گھنٹہ تک روک کر بیان قلمبند کیا۔ معاملہ رجوع عدالت ہوا تو متعدد پیشیوں میں انہیں حاضر رہنا پڑا اور روز آنے جانے کے لئے تقریباً دس روپے گاڑی کے کرایہ پر صرف کرنا پڑا۔ نماز بخشوانے گئے تھے، روزے گلے پڑے

مسلم لیگ کونسل کا اجلاس

وزیر اعظم پنجاب کی تقریر

نئی دہلی ۸ مارچ۔ کل ہند مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی صدارت میں بمقام کلیہ عربیہ آج منعقد ہوا۔ بیشتر قراردادوں کے اکثر یا تو منظور ہوئے یا پیش کنندہ قرارداد نے انہیں واپس لے لیا۔ محرک کی عدم موجودگی کی وجہ ان کو ختم کر دیا گیا۔

اجلاس کی کارروائی میں سب سے پہلے نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب نے سر سکندر کے سانحۂ ارتحال پر ایک قرارداد تعزیت پیش کی جس کو ایوان نے اپنے پورے ملال کے ساتھ منظور کیا اور تمام شرکاء نے ایستادہ ہو کر فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت مانگی گئی۔

آئندہ میعاد کی صدارت کے لئے ملک کے گوشہ گوشہ سے جو قائد اعظم کی تائید ہوئی ہے اس کا نتیجہ رہا کہ لیگ کونسل کے اس اجلاس نے بھی پورے اتفاق سے قائد اعظم کی صدارت کو قبول کیا۔

ڈاکٹر افضل حسین اور مسٹر واحد بخش کی قرارداد جو مجلس تنظیم ملت اسلامیہ کے نام سے موسوم ہے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ایک ایسی مجلس تشکیل دی جائے جس کا مرکزی دفتر دہلی میں ہو اس کی نسبت قائد اعظم صدر ایوان نے فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کو کل ہند مسلم لیگ کی آئندہ میقات تک ملتوی رکھا جائے۔ قرارداد کے دوسرے حصہ کی نسبت جس کو مولانا عبد الحامد صاحب نے پیش کیا جس میں یہ تجویز تھی کہ مسلم لیگ جماعت مقننہ پنجاب کو چاہئے کہ اپنی ایک متحدہ جماعت جس قدر جلد ممکن ہو سکے تشکیل دی جائے اس سلسلہ میں آنریبل لفٹننٹ کرنل ملک خضر حیات خاں والی ٹوانہ وزیر اعظم پنجاب کے ایک بیان دیا اور پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کی موجودہ حالت پر تبصرہ روشنی ڈالی آپ نے اس امر کی توضیح کی مسلم لیگی جماعت کی خواہش اور امداد و تعاون پر آپ نے وزارت عظمیٰ کے بار کو اپنے دوش پر لیا ہے۔ مسلم لیگی جماعت مقننہ پنجاب کے بارے میں آپ نے بتلایا کہ کل ہند مسلم لیگ کونسل منعقدہ ۱۹۳۷ء لکھنؤ کے فیصلہ پر اس کی تشکیل عمل میں آئی جس کے بعد سے آج تک وہ پوری قوت سے مصروف عمل ہے۔ اس طرح اس کے وجود یا عدم وجود کا کوئی محل نہیں۔ اس عہد کو قوم سے توڑنے کے لئے کبھی کوئی دقیقہ اٹھا رکھا گیا۔ ایوان میں یہ امر بھی واضح کیا گیا کہ آنریبل میجر شوکت حیات خاں کا چیف پنجاب کی کابینی وزارت پر تقرر بھی مسلم لیگ کی خواہش پر عمل میں آیا۔ آنریبل خضر حیات خاں نے ایوان کو یقین دلایا کہ مسلم لیگی جماعت مقننہ سے پنجاب کی ترقی اور اس کے اقتدار و منفعت کو بلند کرنے میں رتی برابر بھی فروگذاشت نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ نے محرک سے اپیل کی کہ وہ اس قرارداد کو واپس لے لیں اس کا فیصلہ قائد اعظم پر چھوڑ دیا گیا۔

قائد اعظم مسٹر جناح نے اپنی تقریر میں اس جذبہ کی ستائش کرتے ہوئے جن کے تحت یہ قرارداد مرتب ہوئی محرک کو مطمئن کیا کہ ان تفصیلات اور تحقیقات کے بعد جو بھی ملک خضر حیات خاں صاحب نے دئے چنانچہ اپنے قائد کے ارشاد کی تعمیل میں مولانا عبد الحامد صاحب نے قرارداد واپس لے لی۔

مولانا ظفر علی خاں صاحب نے جس قرارداد کا نوٹس دیا تھا اور جس کا ماحصل یہ تھا کہ اس واقعہ کے پیش نظر کہ مقننہ سندھ نے قرارداد پاکستان کو پیش اور منظور کیا دوسرے لیگی صوبجات کو بھی چاہئے کہ سندھ کی تقلید کریں۔ قائد اعظم نے محرک قرارداد کو پیش کریں۔ بنا بریں مولانا نے قرارداد پیش کی جس کو ایوان نے بلا اختلاف منظور کیا۔

آج کے اجلاس میں جو خواتین شریک تھیں ان میں قابل ذکر بیگم اعزاز رسول ہیں۔ (اورینٹ پریس)

ایجنٹ برار کے اعزاز میں ضیافت

ہز اکسلنسی گورنر صوبہ متوسط کی تقریر

ناگپور ۸ مارچ "ہم آج نواب مرزا یار جنگ بہادر کا خیر مقدم کرتے ہیں جو ہز اگزالٹیڈ ہائی نس نظام و برار کے ایجنٹ کی حیثیت سے ہمارے چھوٹے زمرہ میں شریک ہونے کے لئے ناگپور تشریف لائے ہیں۔ ہم نواب صاحب کو بحیثیت حکومت کے موروثی دوست کے ایجنٹ کی حیثیت سے، جن سے صوبہ کے ایک حصہ کے قریبی تاریخی تعلقات ہیں نیز خود ان کی خاطر دونوں حیثیتوں سے اپنے ہاں پاکر مسرور ہیں۔" ہز اکسلنسی سر ہنری ٹوئینڈ گورنر صوبہ متوسط و برار نے ایک ضیافت میں کہا جو ۸ مارچ کو ایجنٹ برار کے اعزاز میں گورنمنٹ ہاؤس میں ترتیب دی گئی تھی سر ہنری نے کہا کہ نواب صاحب کا نام اس یادگار پیمان سے ہمیشہ متعلق رہے گا جو لکھنؤ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین ہوا تھا۔ گورنر نے تقریر ختم کرتے ہوئے کہا "ہمیں یہ محسوس کرکے مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے درمیان ایک طویل اور متنوع تجربہ اور اعتدال پسندی و پرہیزگاری کے خیالات رکھنے والے عہدہ دار ہیں۔ مجھے مخلصانہ اعتماد ہے کہ آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ صوبہ متوسط میں اپنے قیام سے مسرت اندوز ہوں گے۔"

نواب مرزا یار جنگ بہادر کا جواب

نواب مرزا یار جنگ بہادر نے ہز اکسلنسی اور لیڈی ٹوینام کا ان کی مہربانی اور خاطر داری اور ان ارشادات کے لئے شکریہ ادا کیا جو ہز اکسلنسی نے ان کے اور ان کی بیگم صاحبہ کی نسبت فرمائے۔ خاندان آصف جاہی اور برطانوی حکومت کے دوستانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے نواب مرزا یار جنگ بہادر نے فرمایا "یہ تعلقات نہ صرف

زمانہ امن میں بلکہ سلطنت ہند کی تاریخ کے متعدد نازک مواقع پر بھی وقت کی کسوٹی پر پورے اترے۔ یہی تعلق برار کی نسبت ۱۹۳۶ء کے راضی نامہ پر ہوا اور اس راضی نامہ کی شاہجہت میں ہز اگزالٹیڈ ہائی نس دی نظام نے از راہ عنایت ٹ پانز مجھے اپنے معتمد علیہ ایجنٹ کی حیثیت سے صوبہ متوسط و برار کے اس دار الحکومت میں روانہ فرمایا ہے۔"

طبقہ جاگیرداران کی اصلاح

سر تیج بہادر سپرو کے خیالات

حیدر آباد ۸ مارچ کی بہت جب دفتر آنریبل سر تیج بہادر سپرو کی توجہ اس عالیہ فرمان مبارک کی طرف اورینٹ پریس کے ایک خصوصی نمائندے نے منعطف کرائی جو طبقہ جاگیرداران کی اصلاح سے متعلق یکم صفر المظفر ۱۳۶۲ھ کو شرف صدور پایا تو سر تیج نے کہا کہ "مجھے حیدر آباد میں خطبات کے اکثر اہم مقدمات میں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور میں کچھ کہہ سکتا ہوں کہ اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو اس طبقہ کی بہبود کا بہت خیال ہے۔ جہاں تک مجھے اس طبقہ کے مسائل سے واقف ہونے کا موقع ملا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جاگیردار صاحبان کے منتشر علاقہ جات کو اکٹھا کرنے کی کوئی سبیل نکالی جائے اور قانون عطیات کو ابہام اور تضاد سے پاک کرکے اس کی ایسی تدوین کر دی جائے کہ طویل مقدمہ بازی کی پریشانی سے یہ طبقہ نجات حاصل کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک و مالک کے لئے بہت مفید ہو سکے گا۔ یہ فرض حکومت حیدر آباد کا ہے کہ وہ عالیہ فرمان مبارک کی روشنی میں جاگیرداروں کی مشکلات کا صحیح حل دریافت کرے۔ دوسری طرف میں امرائے حیدر آباد کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ فرمان مبارک کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور عامۃ الناس کی بہبود کو اپنا مطمح نظر قرار دیں۔" (اورینٹ پریس)

ممالک محروسہ میں اعداد و شمار کی تدوین

سرکاری محکموں صنعتی اداروں قومی کارکنوں اور تحقیقاتی کام کرنے والوں کے لئے بیش قیمت مواد

حکومت سرکار عالی محکمہ اعداد و شمار اعلیٰحضرت بندگانعالی کی تخت نشینی کے تیسرے سال بابت ۱۳۲۳ف میں ایک فرمان خسروی کے مطابق قائم کیا گیا تھا۔ اپنے قیام سے اب تک یہ محکمہ بتدریج ترقی کرتا رہا اور اب اتنی زیادہ اہمیت اختیار کرلی ہے کہ یہ نظم و نسق کے لئے لازمی تصور کیا جانے لگا ہے۔ اس محکمہ کے قیام سے پہلے ممالک محروسہ سرکار عالی میں زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق اعداد و شمار مکمل کرنے کا واحد ذریعہ دس سالہ رپورٹ مردم شماری تھی ورنہ اس کے علاوہ مختلف محکمہ جات صرف ایسے اعداد و شمار فراہم کرتے تھے جن کی انہیں نظم و نسق کے لئے ضرورت ہوتی تھی اور یہ اعداد بھی زرد کتابوں میں مخفی رہتے تھے معاشری اور معاشی امور سے متعلق اعداد و شمار یا تو یکسر چھوڑ دیے جاتے یا ان پر کافی توجہ نہ کی جاتی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشی سرگرمیوں کی وسعت اور ممالک محروسہ کی معاشری ترقیوں کے متعلق صحیح رائے قائم نہ کی جاسکتی تھی۔ اس نئے محکمہ کے قیام سے ممالک محروسہ کے تمام حلقوں میں اعداد و شمار دریافت کرنے کی ضرورت کا احساس تیز تر ہوگیا اور سرکاری محکمے قومی لیڈر صنعتی ادارے عمال لیڈر اخبار نویس تحقیقاتی کام کرنے والے اشخاص وغیرہ سب اس جانب متوجہ ہوئے محکمہ مذکور کے فرائض میں سال بہ سال اضافہ ہوتا رہا اور نتیجتاً آج ممالک محروسہ میں سوا چند کے بمشکل کوئی ایسا شعبہ ہوگا جس کے متعلق مستند اعداد و شمار مرتب نہ کئے جاتے ہوں۔ محکمہ مذکور کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۳۴۹ف (۴۱-۱۹۴۰ء) سے اس کا بخوبی اظہار ہوتا ہے کہ گذشتہ ۱۶ سال کے دوران میں ممالک محروسہ میں اعداد و شمار کی تدوین میں کس قدر نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

سرکاری تبصرہ۔

مذکورہ رپورٹ پر سرکاری تبصرہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس محکمہ کا بنیادی کام انسانی سرگرمیوں کے تمام ایسے شعبوں کے متعلق اعداد ضروری اعداد فراہم اور منضبط کرنا ہے جو اس کے فرائض کی حدود میں داخل ہیں چنانچہ متعدد امور سے متعلق اعداد و شمار جمع کئے گئے اور زراعت زرعی اور صنعتی ترقی اور تعمیر وغیرہ میں مصروف سرکاری محکموں بلکہ دیگر طلب کنندوں مثلاً کارخانہ داروں کارخانوں کے نگران کاروں عمالی لیڈروں اخبار نویسوں اور تحقیقی کام کرنے والے طالب علموں کے لئے بھی جمع کردہ مواد فراہم کیا گیا۔ بعض اہم اور جاذب توجہ امور کے اعداد کے ساتھ ترسیمات اور جدول بھی شامل کئے گئے ہیں تاکہ سال بہ سال باہم کے اعداد سے مقابلہ کرنے میں سہولت ہو چنانچہ یہ موسم جیلی کے مارکٹ انتخابی نرخ اشیاء اور قحط متعلق غلہ کپاس مالگذاری و بندوبست اور صنعتی کانسٹوں وغیرہ سے متعلق کمیٹیوں کے لئے خاص طور پر اہم ثابت ہوئے۔ محکمہ مذکور نے حسب دستور حکومت ہند کے لئے بھی اعداد و شمار سے متعلق میعادی رپورٹیں فراہم کیں اور شہنشاہی مجلس تحقیقات زرعی۔ محکمہ کی تجاویز کے مطابق اس محکمہ نے مختلف اقسام کی تمباکو کپاس آزمائشی دور نرخ ہائے اجناس اور صنعتی و تجارتی اعداد و شمار کے اعداد فراہم کرنے کے طریقے اختیار کئے۔ تبصرہ میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ مواد عوام کی سہولت کے مدنظر پانچ مطبوعات یعنی سالنامہ اعداد و شمار ضلعواری گزیٹیئر اعداد تجارتی اعداد زرعی اور اعداد کپاس کی شکل میں شائع کیا گیا ہے اور بیان (۳۴) تخمینی اعداد کے علاوہ ہیں جن کے ساتھ حسب ضرورت ترسیمات اور خاکے بھی شامل کئے گئے ہیں۔

نمایاں خصوصیات۔

رپورٹ مذکور میں اس کا اظہار کیا گیا ہے کہ دوران سال محکمہ کی مصروفیات میں اضافہ ہوگیا ہے اور فراہم کردہ اعداد و شمار کے ساتھ ترسیمات کا شمول اس کام کی ایک نمایاں خصوصیت ہے اور اعداد و شمار سے متعلق کوئی ایسی اہم رپورٹ شائع نہیں ہوئی جس کے ساتھ اس موضوع کی ضروری تشریح کرنے والے خاکے یا نقشے شامل نہ ہوں، چنانچہ بدوران سال (۲۲۹) ترسیمات (۲۷) جدول (۱۱-۱) نقشے اور (۱۲) متفرق تختے مرتب کئے گئے اور ان کی مجموعی تعداد (۵۷۵) ہے۔

مطبوعات۔

بدوران سال اس محکمہ نے سالنامہ اعداد و شمار بابت ۱۳۴۷ف (۳۸-۱۹۳۷ء) ضلع اورنگ آباد کے گزیٹیئر، رپورٹ نظم و نسق بابت ۱۳۴۸ف (۴۰-۱۹۳۹ء) تجارتی اعداد و شمار بابت ۱۳۴۸ف (۳۹-۱۹۳۸ء) اور ممالک محروسہ کے متعدد نقشے شائع کئے۔ سالنامہ اعداد و شمار بابت ۱۳۴۸ف (۳۹-۱۹۳۸ء) اور تجارتی اعداد و شمار و تجویز بابت ۱۳۴۹ف (۴۰-۱۹۳۹ء) زیر طبع تھے۔ اور سالنامہ اعداد و شمار بابت ۱۳۴۹ف (۴۱-۱۹۴۰ء) کا مواد مرتب ہوکر طباعت کے لئے تیار تھا۔ ان امور کے علاوہ محکمہ مذکور نے بدوران سال ۱۰۴ بیان مرتب اور اعداد و شائع کئے جن میں بعض اشیاء کے ہفتہ واری بازاری نرخ ہفتہ واری موسمی اور فصل واری اندازے خاص قصبوں کی تخمینی قیاسیاں کپاس کے بارے میں خصوصی ماہانہ رپورٹ کارخانوں میں داخلے ہونے والی گٹھوں کے ہفتہ وار اعداد کاتنے بنے ہوئے سوت اور بنی ہوئی تیار کی ہوئی قسمیں اوٹنے اور دبانے کے کارخانوں اور کپڑے کی کرنیوں کے اعداد و شمار چلر اور تھوک فروشی کے یومیہ روزانہ نرخ شہری مارکٹ میں تھوک فروشی کے بازار نرخ صدر اشاریے بلدہ حیدرآباد میں اجناس خوردنی کی ماہانہ درآمد سالانہ تجارتی اعداد و شمار شرکت سرمایہ کی کمپنیوں بڑے صنعتی اداروں کپاس کے ذخیروں اور مویشیوں کی بیماریوں سے متعلق اطلاعات شامل ہیں۔

سالنامہ اعداد و شمار۔

محکمہ مذکور کی اشاعتوں میں سب سے اہم سالنامہ اعداد و شمار ہے جو بارہ موضوعات پر مشتمل ہے اور جس میں اعدادی تختہ جات اور مختصر حالات محکمہ جات سرکار عالی بھی شائع کئے گئے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ممالک محروسہ کے رقبے آبادی آمدنی اور خرچ اہم اعداد و شمار موسمی رفصل واری حالات بارش درجہ حرارت مویشیوں شرکت سرمایہ کی کمپنیوں اور بنکوں تجارت صنعت و حرفت بیمہ اور تجارتی انجمنوں جیسے امور کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں مسٹر نکولس فیلڈ نائب کونسل ریاست ہائے متحدہ حال ہی میں حیدرآباد آئے تھے اور انہوں نے سالنامہ اعداد و شمار کے متعلق یہ رائے ظاہر کی کہ یہ مملکت حیدرآباد کے متعلق ایک بہترین معلوماتی کتاب ہے اور ریاست کو صدر اعظم کے وزیر اعظم نے سالنامہ اعداد و شمار بابت ۱۳۴۸ف کے متعلق یہ لکھا ہے کہ میں نے آپ کی اس قدر ضخیم کتاب کے بعض تختہ جات جدول ترسیمات و تفصیلات کا بغور مطالعہ کیا ہے اور مجھے توقع ہے کہ آپ ایک اچھی کی جانب سے اس زبردست تالیف کے ہر حیثیت سے مکمل ہونے پر مبارکباد قبول فرمائیں گے۔

اصلاح نقائص۔

بدوران سال فصل واری پیش قیاسیوں بشمول نظر اندازہ کپاس آزمائشی دور نرخ اشیاء صنعتی اور تجارتی اعداد و بہائم شماری وغیرہ کے متعلق ضروری مواد کی فراہمی اور اعداد و شمار کی اشاعت کا ذکر کرنے اور مروجہ طریقہ کار میں اصلاح اور ترقی کی تجویزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد رپورٹ میں ان خامیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی اصلاح ضروری ہے اور ان کے متعلق سفارشات پیش کی ہیں۔

بارش کے اعداد و شمار۔

مثال کے طور پر رپورٹ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بارش سے متعلق اعداد و شمار میں اصلاح کی گنجائش ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ ممالک محروسہ میں بارش کی تخمینہ کو بہتر اندراج کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بارش پیما زیادہ تعداد میں قائم کئے جائیں۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ تجویز کی ہے کہ ہر ایک تعلقہ کو تعلقہ میں ایک بارش پیما قائم کیا جائے اور اس کے لئے اور اس اقتدار سے مہلت جاری ہے۔ اس تجویز کا مقصد ہے کہ بارش کے اعداد و شمار میں زیادہ سے زیادہ قابلیت پیدا کی جائے۔

جیسا کہ موجودہ پیش بینیوں اور فصلواری حالات کا اس پر انحصار ہے۔

معیار زندگی

ممالک محروسہ میں مصارف معیار زندگی کے اشاریہ کی تیاری اور دیگر موازنوں کے اعداد و شمار کی فراہمی وہ ایسے موضوعات ہیں جن کے متعلق رپورٹ میں تحریک کی گئی ہے۔ اور تجارتی اور فصلواری اطلاعات و اعداد و شمار ضمنی اور دوسرے اہم اعداد و شمار جیسا کہ لگان کی شرح اور مبادلہ اور دستی پارچہ بافی بھی ایسے امور ہیں جن پر پوری طرح توجہ کی جائے گی اور جن کے لئے تربیت یافتہ اشخاص کی ضرورت ہے۔ اشاریہ مصارف معیار زندگی کی ترتیب کے متعلق رپورٹ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ بلدہ حیدرآباد میں چند سال قبل پیدا ہوا تھا کہ ایک اہم تجارتی محکمہ کے ملازمین نے اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے مطالبہ شروع کیا اور اسی وقت سے اعداد و شمار تجارتی انجمنیں اور دیگر محکمہ جات مذکورہ مصارف معیار زندگی کے متعلق استفسارات کر رہے ہیں اس موقع پر اس کا اظہار مناسب ہے کہ حکومت سرکار عالی نے ان۔ ایس۔ ریلوے کی تحقیقاتی رپورٹ شائع کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا تھا کہ ممالک محروسہ میں مصارف زندگی کا اشاریہ تیار کرنے کے لئے جداگانہ کوشش کی جا رہی ہے۔

موازنہ

محکمہ ہذا کو مستقل موازنہ (۲،۵،۷۶) روپے منظور کیا گیا تھا لیکن نظم جدید کی اسکیم تحت سنہ ۱۳۵۱ف مزید رقم منظور کی گئیں چنانچہ موازنہ کی مجموعی تعداد (۲۳۰۰۵۰) روپے کی بچت رہی۔ اس کے برعکس سابقہ سال کے اخراجات کی مقدار (۱،۷۵،۵۰۰) روپے تھی۔

مردم شماری

سال زیر تبصرہ میں ممالک محروسہ سرکار عالی کی ساتویں دس سالہ مردم شماری کا کام بھی محکمہ اعداد و شمار کے تفویض کیا گیا۔ چنانچہ یکم مارچ سنہ ۱۹۴۱ء کو جو کہ تمام ہندوستان کے لئے مردم شماری کی تاریخ مقرر کی گئی تھی دستور العمل مردم شماری ممالک محروسہ سرکار عالی کے مطابق یہ کام انجام دیا گیا۔ فہرست ہائے شمار کی قطعی تنقیح کے بعد حکومت ہند کے گشتی مردم شماری کی اندرونی مدت نتائج سے مطلع کیا گیا۔ تالیف و استخراج نتائج کا کام گزشتہ ماہ مہر کے اختتام تک مکمل ہو جانے کی توقع تھی۔ کار ہائے مردم شماری کے لئے (۱،۳۹،۰۶۰) روپے منظور کئے گئے تھے جن میں سے جملہ (۱،۰۵،۹۹۰) روپے صرف ہوئے۔ مردم شماری میں با اعتبار نوعیت کار کے اقتباسات جو دقتیں پیش آئیں ان کا تفصیلی ذکر بھی رپورٹ کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔

جرمنوں کی مزید کوشش

روسیوں نے ناکام کر دیں

ماسکو ۱۰ مارچ۔ ویازما کے شمال مغرب میں ورسویل سے زائد فاصلہ پر یوکرین کا محاذ ہے جہاں خارکوف کے مغرب اور جنوب مغرب میں شدید جنگ جاری ہے پچھلے ۲۴ گھنٹوں کے اندر صرف ایک علاقہ میں روسیوں نے دشمن کے ۱۰۰۰ آدمی مار دیئے اور ۲۶ دبابے برباد کر دیئے۔ خارکوف کے جنوب میں ایک تنگ محاذ پر شدید ترین جنگ ہو رہی ہے۔ جہاں جرمنوں نے اپنی خاص فوج پہنچا دی ہے۔

جو روسی فوجیں خارکوف کے مغرب میں اپنے متعدد آگے بڑھے ہوئے مورچوں سے ہٹ آئی تھیں وہ اب دریائے ڈونٹز کے شمالی علاقہ میں لڑ رہی ہیں۔ دشمن نے ان کے پیچھے گھس کر دریا پار کرنے کی بھی کوششیں کیں روسیوں نے ان سب کو ناکام کر دیا۔

جرمنوں کا کہنا ہے کہ روسی خارکوف کے مغرب اور شمال مغرب میں مزید فوجیں لے آئے ہیں اور جوابی حملے کر رہے ہیں۔

اسمولنسک

روس کا ایک خصوصی اعلان پہلے کی ایک غیر سرکاری رپورٹ کی توثیق کرتا ہے کہ روسیوں نے شہر بیلائی پر قبضہ کر لیا ہے بیلائی اسمولنسک کے ۵۰ میل شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہاں جنگی سامان کی ایک بڑی تعداد روسیوں کے قبضہ میں آ گئی۔

جنوب میں روسی بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب میں آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔

ویازما

۰ میل جنوب مشرق میں جو روسی دستے ویازما کی طرف بڑھ رہے تھے وہ ایک تازہ حملے کے بعد شہر سے صرف ۵ میل رہ گئے ہیں۔ یہ دستہ راست ماسکو سے بڑھ رہا ہے۔ ایک دوسرا روسی دستہ شمال کی طرف سے رزیف کو جانے والی ریلوے کے ساتھ ساتھ ویازما کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نازی بھاگتے وقت کھیتوں اور گاؤں کو جلاتے جا رہے ہیں۔

اخبار مملکت کے ملنے کے پتے

اعظم پریس چار مینار۔ حیدرآباد

مکتبہ ابراہیمیہ عابد روڈ۔ حیدرآباد

دکن بک ڈپو عابد روڈ۔ حیدرآباد

سید محمد مختار محمود بک ڈپو اخبارات معظم جاہی مارکٹ۔

تونس میں جرمنوں کا حملہ

پھر ناکام رہا

لندن ۱۰ مارچ۔ شمالی افریقہ کا آج کا اعلامیہ مظہر ہے کہ شمالی تونس میں سیجنین کے مغرب میں جرمنوں نے کل ایک اور حملہ کیا۔ لیکن اس مرتبہ بھی وہ برطانیہ کی پہلی فوج کے مقابلہ میں کوئی کامیابی نہیں حاصل کر سکے۔

مارث کے محاذ کے شمال مغرب میں اتحادیوں نے قفصہ سے ۲۰ میل اوپر ایک مقام فتح کر لیا ہے۔ یہ مقام ایک اہم مغربی مرکز ہے۔

اعلامیہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہمارے ہوابازوں نے خاص قفصہ پر ایک کامیاب حملہ کیا۔ تونس کے قریب دشمن کے دو ہوائی میدانوں پر حملہ کیا گیا۔ اور ہمارے جہازی ہوابازوں نے مقامات متعدد پر میوں کی بمباری کی اور دشمن کے ۱۰ جنگی طیارے ار گرائے۔

آٹھویں فوج والے محاذ پر بھی ہمارے طیارے سرگرم رہے۔ دشمن نے اپنے ۳۰ کا وسیع کے طرف بمباروں کے ذریعہ ہمارے مورچوں پر دھاوا کرنے کی کوشش کی لیکن تباہی ہوا جس نے حملہ آور کو بھگا دیا۔ اور کم سے کم ایک اسٹوکا اور تین جنگی طیارے مار گرائے۔ ایک دوسری جگہ پر ہم نے دشمن کا ایک اور جنگی طیارہ برباد کر دیا۔

نیوگنی میں جاپانیوں کا نیا مرکز

امریکیوں کی بمباری

میلبورن ۱۰ مارچ۔ جنرل میک آرتھر اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہوابازوں نے نیوگنی کے بندرگاہ ویواک کی تنصیبات اور ساحل کے قریب کے جہازوں پر ہزار پونڈ کی بم گرائے۔ اور ایک پانچ ہزار ٹن کے تجارتی جہاز کو شدید نقصان پہنچایا۔

ایک اور مقام پر ایک ۷ ہزار ٹن کے جہاز کو آگ لگا دی گئی اور غالباً وہ بھی بالکل برباد ہو گیا۔ جزیرہ ۔۔۔ کے دو مال جہازوں پر بمباری کی۔ یہ حملہ اس کارروائی کا ایک فائدہ ہے جو گذشتہ ہفتہ ایک امریکی آبدوز نے موسم کی چٹانوں کے پیچھے سے نکل کر بندرگاہ کے دہانے کے پاس ایک تباہ کن جہاز، ایک جنگی جہاز، دو مال جہاز اور ایک بار بردار جہاز غرق کر دیا تھا۔ بار بردار جہاز پر چھ ہزار فوجی تھے اور خیال ہے کہ وہ سب کے سب غرق ہو گئے۔

اختلاف رائے کی اہمیت

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

قوت ایک حیوانی صفت ہے۔ ہم انسان کی حیوانیت کا اندازہ اس بات سے لگاتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات کو منوانے کے لئے کس قدر قوت استعمال کرتا ہے۔ انسان کو دماغ کی وجہ سے حیوانات پر برتری حاصل ہے۔ تمدن کے نشوونما اور ترقی کا راز یہ نہیں ہے کہ لوگ ایک طرز زندگی اختیار کرنے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ طرز زندگی مفید اور سودمند ہوتی ہے۔ اشیاء کی خلق و دلکشی ہم کو ان کی طرف مائل کرتی اور ان کو قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ تمدن ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ نمو پاتی رہتی ہے اور تغیر و نشوونما میں ایک عنصر بے یقینی کا بھی ہوتا ہے۔ رسم و رواج زندگی کو محدود کر دیتے ہیں اور ماضی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں مگر ترقی اور خوشحالی کے حدود وہ مستقبل کی طرف لے جاتے ہیں۔ رسم و رواج کا ترقی سے وہی تعلق ہے جو تعلق کہ دن کو رات سے ہے۔ اور ان کی جبری یکجائی کی کوشش بے نتیجہ ہوگی۔ جیسا کہ پروفیسر وائٹ ہیڈ نے کہا ہے "صرف رسم پسندی کے تمدن زوال پذیر ہو جاتا ہے" پس تمدن کو زوال سے بچانے اور اس کے نشوونما کو برقرار دیکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمدن کو نئی چیزیں قبول کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ یہ نئی چیزیں اس وقت تک قبول نہ کی جائیں گی تاوقتیکہ لوگوں کو ان کے حسن یا خیر یا صداقت کا یقین نہ دلایا جائے۔ لہذا ایسی یقین آفرینی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اظہار رائے کی آزادی حاصل رہے۔

اظہار رائے کی آزادی اس وقت بھی ضروری ہے جبکہ انسان انسان کا احترام کرنا چاہتا ہے۔ کسی انسان کی رائے کا احترام کرنا اس کو انسانیت کی سطح پر بلند کرنا ہے۔ اگر آپ خیال پر احتساب قائم کر دیں اگر آپ دوسرے شخص کی رائے سننے سے انکار کر دیں تو گویا آپ اس کی سعی اور اعلیٰ و صحیح انسانی کی تحقیر کر رہے ہیں۔ ہمیں ہم آہنگی کی قدر کرنا اس طرح سکھایا جاتا ہے کہ ہم اختلاف رائے کی قدر کرنا بھول جاتے ہیں۔ اختلاف رائے سست اور بے جان چیزوں میں جان ڈال دیتا ہے۔ اختلاف رائے سے ایسی گوناگونی پیدا ہوتی ہے جس کے بغیر اتفاق و اتحاد ایک فرسودہ ہم آہنگی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ ملٹن کہتا ہے کہ "قادر مطلق کے بعد سب سے زیادہ قوی صداقت ہے"۔ اور لوگ صداقت سے اسی طرح ڈرتے ہیں جس طرح کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اختلاف رائے سے لوگ اس لئے ڈرتے ہیں کہ وہ صداقت سے ڈرتے ہیں۔ انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ اختلاف رائے کہیں ان کے ذہنی بتوں کو نہ توڑ دے۔ اسی لئے اختلاف رائے کو دبایا جاتا ہے۔ مسٹر جود کہتے ہیں کہ "جب اختلاف کی آواز دبا دی جاتی ہے آزادی بذات خود خطرہ میں پڑ جاتی ہے" کیونکہ اختلاف کو دبانا اقلیتوں کا گلا دبانا ہے۔

لیکن اظہار رائے کی آزادی ہر قسم کے سیاسی حالات میں ممکن نہیں (چنانچہ) بعض سیاسی حالات میں اظہار رائے کی آزادی پر قیود عائد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تاریکی میں پودے کا نشوونما ممکن نہیں۔ روشنی اور تازہ ہوا اس کے نمو کے لئے ضروری ہے۔ گزشتہ صدی میں جان اسٹوارٹ مل نے کہا تھا کہ اگر ساری نوع انسان کی ایک رائے ہو اور ایک شخص کی رائے اس کے خلاف ہو تو اس شخص کی آواز کو دبانے میں نوع انسان حق بجانب نہ ہوگی۔ اور ہمارے زمانہ میں صدر ہمارے ایک بڑی جمہوریت (امریکہ) کے صدر نے یقین دلایا ہے کہ یہ انسانی حق تسلیم کر لیا گیا ہے۔

(لونی بیتھ سپجری)

۲۲۔ سرزد ہوئے لیکن یہ سرزد ہوں کیونکہ گاندھی جی کی قرارداد اور موقع موقع سے مہاتما جی کے شائع ہونے والے بیانات نے اس کے لئے ایک فضا ہموار کر دی تھی"۔

جب ۱۹۲۱ء میں سوراج کا مطالبہ ہوا تو بھی میں نے یہ باور نہیں کیا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر سوراج مل جائے گا۔ اور نہ ہی کبھی میں نے یہ باور کیا کہ مہاتما جی جیسی مافوق ہستی ایک ہفتہ کے اندر ہندوستان میں انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ یہ چیزیں سادہ لوح لوگوں کے لئے دلفریب ہو سکتی ہیں لیکن عملی سیاسیات میں ان کا کہیں مقام نہیں"۔

مسٹر کھاپرڈے اپنے خانگی کام کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد میں کچھ وقت گزاریں گے۔ اس دوران میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ ارکان باب حکومت سرکار عالی سے بھی ملاقات کریں گے۔ (ا۔ پ)

اہنسا کی پالیسی گاندھی جی کی ذات سے وابستہ

مسٹر بی۔ کھاپرڈے کا بیان

حیدرآباد ۲۰ مارچ۔ حکومت ہند کی مجلس عاملہ کے تین ارکان کے استعفا سے کوئی ایسا فرق پیدا نہیں ہوا جو ہندوستان کی سیاسی ترقی کا موجب بن سکتا۔ گو کہ یہ خواہ کچھ بھی کہیں لیکن ان لوگوں نے اپنے آپ ہی ایک شکست مول لی۔ ان الفاظ میں مسٹر بی کھاپرڈے سابق ممبر مالیات و تعلیم صوبجات متوسط و برار و نائب صدر ہندو مہاسبھا نے جو آج کل حیدرآباد آئے ہوئے ہیں۔ موجودہ سیاسی صورت حال پر بیان دیا۔

مسٹر کھاپرڈے نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کانگریس نے عملاً اہنسا کی پالیسی ترک کر دی ہے۔ اور یہ صرف مہاتما جی کی ذات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ان لوگوں نے اب یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد صرف سوراج کے بعد پیدا ہو سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے "اکھنڈ بھارت" کی بھی قسم کھائی ہے انہیں اب دوسری طرف ایک ایسی جماعت یعنی ہندو مہاسبھا سے اتحاد کر لینا چاہئے اور بجائے اس کے کہ وہ شکست پر شکست کھائیں اور رجائیت پسندی سے کام لیں۔ مشترکہ مقاصد پر باہم سے اتحاد کرکے دوسرا کامیاب قدم اٹھانا چاہئے اس جماعت نے چالیس سال تک اپنے مسلک کا تجربہ کیا اب اس دوسری جماعت کے مسلک کو کامل آزادی کے ساتھ آزمایا جانا چاہئے۔ اس کے لئے ہندو مہاسبھا سے تعاون عمل کرنا پڑے گا۔

حالیہ ہنگاموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر کھاپرڈے نے کہا "میں یہ الزام دینا نہیں چاہتا کہ تشدد کے تمام افعال کانگریسیوں ہی کے ہاتھوں

افواہیں

بقیہ سلسلہ صفحہ ۵

... اگرچہ ایک جمعیت کی تعلیم کی پالیسی کو تبدیل کرنا آسان نہیں لیکن مناسب پروپگنڈا یا پرچار ضرور کیا جا سکتا ہے۔ اگر خبریں ٹھیک اور مناسب وقت اور جگہ پر دی جائیں تو افواہ کے پیدا ہونے کی گنجائش کم ہو گی یہ جنگ کے زمانے میں بہت ضروری ہے۔ اگر جنگی خبریں دینے والے ذمہ دار حلقے خبر دینے میں دیر کرتے ہیں یا الجھے ہوئے طریقے سے بے رنگ بنا کر خبروں کو بھیجتے ہیں اس وقت لوگوں کو افواہ جاری کرنے اور پھیلانے کا خاص موقع ملتا ہے اور ایک مرتبہ اگر لوگوں کا اعتبار جاتا رہتا ہے تو پھر اطمینان اور تسلی بخش حالت پیدا کرنا وقت طلب مسئلہ ہو جاتا ہے اس لئے صحیح اور مناسب پروپگنڈا افواہ کے دبانے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔

۔۔ افواہوں کو دبانے میں اکثر قانونی سختی کی ضرورت پڑتی ہے لیکن یہ ایسی حالت میں استعمال میں لائی جانی چاہئیے جبکہ دوسرے تمام ذرائع بیکار ثابت ہوں نفسیاتی نقطے جڑ دبا ڈالنے سے اور خواہشات کی طرح افواہ کی قوت اٹھانے کی خواہش بھی ختم نہیں ہوتی بلکہ کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً چپ چپ کر لوگ اس بات کا آپس میں ذکر کرتے ہیں جبکہ اس کی ممانعت ہو۔ اس لئے ایک حد تک جڑ دبا ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اول تو جیسا اوپر بتایا گیا افواہ اڑنے ہی نہ دی جائے اور اگر اڑ بھی جائیں تو اس کے روک تھام کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو کوئی اہمیت نہ دی جائے بلکہ اس کی غیریت اور بے ہودگی کو صاف کھول کر دکھا دیا جائے تاکہ اس کی جذباتی دلچسپی جاتی رہے اور اسے تفریح اور مذاق کا باعث بنایا جائے۔ کیونکہ جب ڈر اور گھبراہٹ ہو کر افواہ کا اصلی مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ ہمارا روزمرہ کا تجربہ صاف بتاتا ہے کہ بہت سی ایسی باتیں جو اگر سنجیدگی سے کہی اور مان لی جائیں تو زندگی دشوار ہو جائے۔ لیکن چونکہ ان کے کہنے میں ایک لطف ہے اس لئے ان کو مزاح کی صورت میں لا کر کہا جاتا ہے جس سے کسی کا نقصان نہیں ہوتا بلکہ یہی خطرناک باتیں فرحت بخش ہو جاتی ہیں۔ افواہوں کا بھی یہی علاج ہے۔ (آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ)

صم

۱۔ چاول ۲۔ جوار ۳۔ باجرہ ۴۔ گیہوں ۵۔ مکئی ۶۔ جو ۷۔ چنا۔

نوٹ:- گیہوں میں گیہوں کا آٹا، رواہ میدہ، بھوسہ اور "چنا" میں چنے کی دال اور بیسن شامل متصور ہوں گے۔

حکم ہذا کی خلاف ورزی کی پاداش میں تین سال تک کی سزائے قید یا سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ (معلومات عامہ)

معیاری کپڑا

نئی دہلی ۶ اردی بہشت۔ معیاری کپڑے کی اسکیم کو روبہ عمل لانے کی غرض سے حکومت ہند نے ایک مشاورتی مجلس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کو معیاری کپڑے کی مشاورتی مجلس سے موسوم کیا جائے گا جس کا صدر دفتر بمبئی میں ہوگا۔ اور وہ روئی کی پارچہ بافی کی صنعت اور دیگر صنعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ تاحکم ثانی مجلس کے نمائندے حسب ذیل رہیں گے۔ مسٹر کے۔ ایم۔ ڈی ٹھیکرسے مسٹر پی۔ ڈی بیڈنے، مسٹر گوکل چند مرار کا۔ مسٹر کستور بھائی لال بھائی، مسٹر سرکاری لال بال بھائی۔ مسٹر رتن لال نتھا لال، دیوان بہادر سی۔ ایس رتناسا بھاپتی مدلیار۔ مسٹر پی۔ ڈبلیو بکلر۔ مسٹر کے۔ ریوا راج نمائندہ۔ مسٹر مہتہ۔ مسٹر پرم ہت۔ سنگھیا۔ مسٹر اینفیس۔ مسٹر جی۔ ایم باگری۔ ڈاکٹر ٹی بخش دت۔ سیٹھ شانتی لال گرد ہاری لال۔ سیٹھ جیتر بھوج داس۔ نواب زادہ محمد لیاقت علی خاں یم۔ ایل اے مسٹر کے سی بوگی ایم ایل اے۔ مسٹر ٹی۔ ٹی کرشنا چاری۔ مسٹر فریڈرک اسٹونس۔ (ٹی۔ پ)

---

۷ اجناس کی درآمد برآمد

"صرف کمرشیل کارپوریشن کر سکتی ہے"

یہ نفاذ ان اختیارات کے جو قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۵۲ف کے قاعدہ (۸۱) ضمن (۲) فقرہ (الف) کے تحت عالیجناب صدر اعظم بہادر باب حکومت کو حاصل ہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تاریخ اعلان ہٰذا سے کوئی شخص یا کوئی ادارہ بجز "دی حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ حیدرآباد دکن" کے اجناس مندرجہ ذیل کی ممالک محروسہ سرکار عالی میں درآمد کرے اور نہ ان کی ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر برآمد کرے۔ صم

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہوکر باہتمام ... (... و مکتبہ ...) شائع ہوا